101574 ـ خاوند كے گھر سے چلی گئی اور اس كے عاشق نے شادی كی پيشكش كی حالانكہ وہ ابھی پہلے خاوند كے نكاح ميں تھی

سوال

ميری عمر چھبيس برس ہے اور سال بھر خاوند كا گھر چھوڑنے كے بعد اب تقريبا ايك ہفتہ قبل مجھے طلاق ہوئی ہے ميں اس وقت اپنے بچے كے ساتھ ميكے ميں ہوں بچے كی عمر تقريبا دو برس ہے.
يہ شادی محبت كی شادی تھی ابتدا ميں تو ميں اپنی ساس كے ساتھ رہائش پذير رہی اور ميری ساس ہر چيز ميں دخل اندازی كرنے لگی.
اور خاوند نے مجھ سے ملازمت كا مطالبہ كيا تا كہ شادی كے ليے حاصل كردہ قرض كی ادائيگی ميں مدد ہو سكے، اور مجھے ملازمت مل گئی ميں نے ملازمت كر كے قرض كی ادائيگی ميں مدد بھی كی.
ميری ايك ہی شرط تھی كہ ہم اپنے عليحدہ گھر ميں رہيں جہاں ساس كا دخل نہ ہو، اور خاوند نے مجھ سے اس كا وعدہ بھی كيا تھا، كيونكہ گھر ميں والدہ ہی ہر كام كو كنٹرول كرتی تھی، اور ميرا خاوند كوئی اعتراض نہيں كر سكتاتھا، اگر اعتراض كرتا تو والدہ اسے گھر سے نكال ديتی، ميری ساس بھی ملازمت كرتی ہے.
ميں نے دو برس اپنے خاوند كا تجربہ كيا اور اس كے ساتھ رہی ہوں تو ميں نے اسے وہ شخص نہيں پايا جسے ميں نے ابتدا ميں جانا تھا، وہ تو صرف ايك نقاب اور ماسك تھا جو اس نے پہن ركھا تھا.
ميرا خاوند ميری ساری تنخواہ لے ليتا اور مجھے يوميہ اخراجات كے علاوہ كچھ نہ ديتا، جب بھی اسے رقم كی ضرورت ہوتی يا پھر كام چھوڑ ديتا تو مجھ سے زيور فروخت كرنے كا مطالبہ كرتا، اور ميں نے ايسا ہی كيا اور اپنا زيور تك فروخت كر ديا، اور بعض اوقات اس نے بھی ايسا ہی كيا.
ميرا خاوند مجھ سے كہتا كہ جاؤ اپنے گھر والوں سے قرض لاؤ تو ميں اپنے ميكے سے رقم حاصل كرتی، ليكن اس كے مقابلہ ميں وہ مجھے كچھ نہ ديتا، ميں ہر چيز سے محروم تھی، اور وہ ہميشہ مجھے يہی كہتا تھا " تمہيں ہماری حالت كا علم ہے اور تم اسے برداشت كرو " وہ اپنا بٹوہ گاڑی ميں چھپا كر ركھتا تھا اور كہتا كہ مجھے كوئی حق نہيں پہنچتا كہ اسے معلوم ہو اس كے پاس كتنی رقم ہے، يا كچھ بھی نہيں.
اس طرح ہمارے مابين مشكلات ميں اضافہ ہوتا رہا، اور ميں مطالبہ كرتی رہی كہ ہمارا عليحدہ گھر ہونا چاہيے كيونكہ ميں اس كی عادی نہ تھی كہ ايسے گھر ميں رہوں جہاں جو مرضی ہوتا رہے اور خارج والا خارج رہے.
كيونكہ اس كی ايك مطلقہ بہن تھی جو ملازمت كرتی اور اپنی ملازمت والی جگہ پر ہی ہوٹل ميں رات بسر كرتی تھی جو ہمارے علاقے سے باہر تھا، اور ہميں ملتی آتی تو اس دوران بھی ہر رات باہر رہتی اور آدھی رات كے بعد گھر واپس آتی مجھے يہ چيز اچھی نہ لگتی اور ميں اپنے محترم خاوند سے كہتی:
ہمارے پڑوسی اس گھر والوں كے متعلق كيا كہيں گے جہاں ہم رہتے ہيں ؟ يہ عيب ہے تو خاوند جواب ديتا: ميں ان سے بات كرونگا مجھے بھی يہ چيز اچھی نہيں لگتی، اور مجھے صبر كرنے كا كہتا، اور بالآخر اس نے يہ كہا:

یہ ہماری عادت اور رسم و رواج ہے (کیونکہ وہ عرب نہیں ہیں غیر عرب ہیں " اور میں اپنی والدہ اور بہن کو اکیلے اپنے سے دور نہیں رکھ سکتا، میں نے اپنے گھر والوں کو بالکل کچھ نہیں بتایا کیونکہ وہ تو شروع سے ہی اس شخص کے ساتھ شادی کرنے کی مخالفت کرتے تھے، لیکن میں نے اس سے شادی کرنے پر اصرار کیا تھا اس لیے کہ میں نے اس میں اچھا اخلاق دیکھا اور یہ کہ وہ اچھے دل کا مالك ہے، میں اس وقت کتنی اندھی ہو چکی تھی.

بالآخر میں نے اپنے گھر والوں کو بتا دیا کیونکہ میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ وہ اپنی والدہ کو میری شکایت لگا رہا ہے اور والدہ اسے مجھے زدکوب کر کے مجھ سے بچہ لینے کا کہہ رہی ہے، سب سے آخری بات یہی ہے اس کے بعد میں نے اچھے چھوڑ دیا اور اپنے میکے چلی آئی.

اس کے پندرہ روز کے بعد میرا خاوند یہ معلوم کرنے آیا کہ میں نے گھر کیوں چھوڑا ہے، لیکن میں نے اسے یہ نہ بتایا کہ میں اس کی والدہ کے ساتھ ہونے والی بات سن چکی ہوں، میں نے اس سے علیحدہ گھر کا مطالبہ کیا اور اس نے موافقت کی.

جب ہم نے مکان دیکھا اور خاوند مکان دیکھنے گیا تو اس نے اپنی رائے بدل لی اور دو برس تك ایسے ہی حالت رہی، اس دوران میرے خاوند نے مجھ پر الزام لگایا کہ میرے کسی کے ساتھ تعلقات ہیں، اور میری عقل کے ساتھ کھیل رہا ہے، یہ اس وقت ہوا کہ جب اس نے دیکھا کہ میرے والد کے جاننے والے شخص نے مجھے میری ملازمت والی جگہ سے مجھے گھر پہنچایا، جسے میں نے ایك روز اچانك اپنے آفس دیکھا اور نیچے میرا خاوند میرا انتظار کر رہا تھا تو مجھے خوف ہوا کہ کہیں خاوند مجھے نقصان نہ پہنچائے لہذا میں نے والد صاحب کو جاننے والے شخص سے کہا کہ وہ مجھے گھر پہنچا دے.

اس کے بعد میرے کچھ جاننے والے لوگوں کو بھیجا کہ یا تو میں اپنے سسرالی گھر میں واپس آ جاؤں یا پھر طلاق کے مقابلہ میں اپنے حقوق سے دستبردار ہو جاؤں، لیکن میں نے انکار کر دیا، اور میں نے طلاق لینے پر اصرار کیا، میں گھر نہیں چاہتی.

اس نے دو بار مقدمہ بھی کیا اور بالآخر میں نے بھی طلاق کا مقدمہ کر دیا، لیکن ان آخری پانچ ماہ میں میں نے بغیر کسی قصد و ارادہ کے اچانك اسی شخص سے بات کی جس نے مجھے گھر پہنچایا تھا اور اسے میرے والد صاحب جانتے ہیں اور وہ مجھ سے چودہ برس بڑا بھی ہے، میرے ساتھ جو کچھ ہوا میں نے اسے سب کچھ بتایا، تو اس نے میرا ساتھ دیا، اور زندگی اور لوگوں کے متعلق اس نے مجھے کئی ایك امور سمجھائے، اور کچھ ایسے امور ہوتے ہیں جن پر خاموش نہیں رہنا چاہیے.

کہ ابتدا سے ہی میرا اس شخص کے قریب ہونا غلط تھا اور میں نے کسی کی کوئی نصیحت نہ سنی اور سب کی رائے کو ٹھکرا دیا، میں ہی غلط تھی، اس کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ میں اس کی جانب کھنچی جا رہی ہوں، مجھے اندر سے معلوم ہے کہ ایسا کرنا غلط ہے، اور مجھے ہر وقت یہ احساس نادم کرتا رہا ہے، خاص کر اب تو میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں، اور جانتی ہوں کہ وہ بھی مجھ سے محبت کرتا ہے، یہ ایسا معاملہ ہے جس کی کوئی پلاننگ نہیں کی گئی تھی.

ہم کئی ایک بار مل بھی چکے ہیں، اور بیٹھ کر بہت باتیں بھی کی ہیں حتی کہ طلاق ہونے سے قبل اس نے شادی کا مطالبہ بھی کیا تھا، میں بھی یہ چاہتی ہوں لیکن مجھے خوف ہے کہ کہیں بعد میں مخالفت نہ ہو جائے، خاص کر جن حالات میں یہ تعلقات قائم ہوئے ہیں، مجھے اللہ سے بھی خوف ہے کہ کہیں میں غلطی پر تو نہیں کہ میں نے کسی اور شخص سے محبت کی ہے حالانکہ میں ابھی کسی اور کے نکاح میں تھی.
یہ علم میں رہے کہ میں نے اپنے خاوند کو ایک بر ساور تین ماہ سے چھوڑ رکھا ہے، اور اب مجھے دو ہفتے قبل طلاق ہوئی ہے، برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ آیا میں غلطی پر ہوں اور کیا میں نے جو کچھ کیا ہے وہ حرام ہے ؟ میں ہمیشہ اپنے اندر کی مخالفت کرتی ہوں اور بہت پریشان ہوں؛ کیونکہ میں اللہ کو ناراض نہیں کرنا چاہتی اور کہیں میں معصیت و نافرمانی کا ارتکاب تو نہیں کر بیٹھی.

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

آپ نے کئی ایک واضح اور بین شرعی مخالفت کی ہیں اس لیے ہمیں تعجب ہوا ہے کہ آپ اپنے لیٹر کے آخر میں لکھتی ہیں کہ: " میں اللہ کو ناراض نہیں کرنا چاہتی، اور نہ ہی میں معصیت کا مرتکب ہونا چاہتی ہوں " !!

بہر حال: یہ معصیت و نافرمانی کی نحوست اور اس کے اثرات میں شامل ہے کہ عقل پر پردہ پڑ جاتا ہے، اور اس نور و روشنی پر پردہ آ جاتا ہے جو اسے صحیح اور راہ مستقیم کی طرف لےجاتا ہے.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ معاصی عقل کو خراب کر دیتی ہیں، کیونکہ عقل کو نور اور روشنی حاصل ہے، اور معصیت و نافرمانی اس نور و روشنی کو ختم کر دیتی ہے، یہ ضروری ہے کہ جب عقل کا نور ختم ہو جائے تو پھر عقل کمزور ہو جائیگی اور ناقص ہو گی.

بعض سلف رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" جب کوئی شخص اللہ کی معصیت کرتا ہے تو اس کی عقل غائب ہو جاتی ہے "

اور یہ ظاہر ہے کہ اگر اس کی عقل حاضر ہوتی تو اسے اللہ کی نافرمانی و معصیت سے روکتی، اور وہ اللہ رب العالمین کے قبضہ میں ہے، اور یا وہ اسے اعلانیہ کرے تو اللہ سبحانہ و تعالی اس پر مطلع ہے، اور اس کے گھر میں

اور اس کی چٹائی پر اور اس پر اس کے فرشتے گواہ ہیں جو اسے دیکھ رہے ہیں.

اور پھر قرآنی واعظ اسے منع کر رہا ہے، اور ایمان کے الفاظ بھی اس کو روك رہے ہیں، اور موت کا وعظ کرنے والا بھی اسے منع کر رہا ہے، اور دن بھی ایك وعظ ہے کہ جو دن معصیت میں ختم ہوتا ہے وہ دنیا و آخرت کی خیر و بھلائی سے رہ گیا: اور اس طرح اسے جو لذت و سرور حاصل ہوا وہ کہیں کم ہے، تو کیا کوئی عقل سلیم رکھنے والا شخص ایسا کر سکتا ہے کہ یہ ذلیل و حقیر کام کرے ؟!

اور اس میں یہ بھی شامل ہے کہ: جب گناہ زیادہ ہو جائیں تو اس گنہگار کے دل پر مہر لگ جاتی ہے اور وہ غافلوں میں سے ہو جاتا ہے، جیسا کہ درج ذیل فرمان باری تعالی کے متعلق سلف کا قول ہے:

فرمان باری تعالی ہے:

یوں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کی وجہ سے زنگ چڑھ گیا ہے المطففین (14).

اس میں فرمایا: یہ ایك گناہ کے بعد دوسرا گناہ ہے، اور حسن رحمہ اللہ کا قول ہے:

" یہ گناہ پر گناہ ہے، حتی کہ دل اندھا ہو جائے "

اور اس کے علاوہ دوسروں کا قول ہے:

" جب ان کے گناہ و معاصی زیادہ ہو جائیں تو ان کے دلوں کو گھیر لیتے ہیں "

اس کی اصل یہ ہے کہ: معصیت و نافرمانی سے دل پر زنگ لگ جاتا ہے، اور جب یہ زیادہ ہو جائے تو دل پر زنگ غالب آ جاتا ہے حتی کہ وہ زنگدار ہو جاتا ہے، پھر دل پر غالب آ جاتا ہے حتی کہ اس پر مہر اور قفل لگ جاتا ہے، اس طرح دل پردہ اور غلاف میں ہو جاتا ہے، جب ہدایت و راہنمائی اور بصیرت کے بعد ایسا ہو جائے تو دل الٹ جاتا ہے یعنی اس کا اوپر والا نیچے تو اس حالت میں اس کا دشمن شیطان اس پر کنٹرول کر لیتا ہے اور جہاں چاہے لے جاتا ہے.

دیکھیں: الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی (39).

ہم افسوس کے ساتھ آپ کو کہیں گے کہ: آپ نے جن معاصی کا ارتکاب کیا ہے ان معاصی میں سے ہر ایك معصیت نے دوسری معصیت و نافرمانی کو کھینچا ہے، اس طرح وہ دل و عقل پر اثرانداز ہو کر ان کے نور و روشنی کو ہی ختم کر بیٹھی ہے.

دوم:

آپ نے جن معصيت و نافرمانيوں كا ارتكاب كيا ہے وہ درج ذيل ہيں:

1 ـ شادى سے قبل آپ نے اپنے پہلے خاوند كے ساتھ حرام تعلقات قائم كيے، آپ كے قول سے يہى ظاہر ہے: كيونكہ آپ كہتى ہيں " يہ شادى محبت كى شادى تھى ! " اور پھر آپ نے اپنے خاندان والوں كا اس شادى سے انكار كرنے پر ان كا مقابلہ كيا، اور اب پھر دوبارہ آپ وہى حرام تعلقات قائم كرنے كا اعادہ كر رہى ہيں حالانكہ آپ ابھى پہلے خاوند كے نكاح ميں تھيں!!

مرد و عورت كے مابين خط و كتابت اور تعلقات قائم كرنے كے بارہ ميں ہم درج ذيل سوالات كے جوابات ميں بيان كر چكے ہيں آپ ان كا مطالعہ كريں:

سوال نمبر (34841) اور (26890) اور (23349).

اور حرام تعلقات كے متعلق تفصيل معلوم كرنے كے ليے آپ سوال نمبر (1114) اور (9465) اور (21933) اور (10532) كے جوابات كا مطالعہ كريں.

2 ـ ظاہر يہى ہوتا ہے كہ آپ كى ملازمت ميں مرد و عورت كا اختلاط پايا جاتا ہے، اگر ہمارا يہ خيال اپنى جگہ صحيح ہے تو يہ بھى معصيت و نافرمانى ہے، اور اگر ملازمت والى جگہ ميں مرد و عورت ك اختلاف نہيں ـ يا پھر يہ ملازمت حرام امور مثلا بنك اور انشورنش كمپنيوں كى ملازمت نہيں ـ تو پھر آپ پر كوئى گناہ نہيں.

ابن قيم رحمہ اللہ كہتے ہيں:

اس ميں كوئى شك و شبہ نہيں كہ عورتوں كو مردوں كے ساتھ اختلاط كرنے دينا ہر شر و برائى كى جڑ ہے، اور عام عذاب و سزا كے نزول كا سب سے بڑا سبب ہے، اسى طرح عام و خاص امور ميں فساد پيدا ہونے كے اسباب ميں شامل ہوتا ہے، اور مرد و عورت كا اختلاط كثرت فحاشى اور كثرت زنا كا باعث بنتا ہے اور مسلسل طاعون اور موت كے اسباب ميں شامل ہوتا ہے.

ديكھيں: الطرق الحكمية (407).

مزيد آپ سوال نمبر (1200) كے جواب كا مطالعہ ضرور كريں.

اور عورت كى ملازمت كے بارہ ميں حكم اور اس كے جائز ہونے كى شروط معلوم كرنے كے ليے آپ سوال نمبر (22397) كے جواب كا مطالعہ كريں.

اور سوال نمبر (6666) کے جواب میں عورت کے اختلاط والی جگہ پر ملازمت کرنے کے متعلق اہم نصیحتیں بیان کی گئی ہیں اس کا مطالعہ بھی کریں.

3 ۔ آپ کا اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے جانا یہ بھی معصیت تھی اور اس کی بیناد آپ نے خاوند کو اپنی والدہ سے کچھ کہتے ہوئے سننا اور والدہ کا اسے ابھارنا کوئی ایسا سبب نہیں جس کی بنا پر آپ کے لیے خاوند کی اجازت کے بغیر خاوند کے گھر سے نکلنا جائز ہو جائے.

آپ کو اپنا مستقل اور علیحدہ گھر میں رہنے کا حق حاصل ہے، لیکن ظاہر یہی ہوتا ہے کہ آپ شادی کی ابتدا میں اپنے اس حق سے دستبردار ہو گئی تھیں اور اپنی ساس کے ساتھ گھر میں رہنے پر راضی ہو چکی تھیں.

بہتر تو یہی تھا کہ آپ اپنے خاوند سے اس وقت یہ شرط پوری کرنے پر سمجھوتہ کرتیں جب آپ نے اس کے ساتھ زندگی کی مشکلات میں مدد کرنے اور اس کے قرض کی ادائیگی میں تعاون کرنے کی رضامندی ظاہری کی تھی، اور اسے شرعی عدالت کے ذریعہ اس شرط کو پوری کرنے کا اہتمام کرتی، یا پھر اہل خیر کو اس کے لیے استعمال کرتی کہ وہ اس شرط کو پورا کروائیں.

لیکن آپ کا یہ تصرف اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے جانا یہ جائز نہ تھا، اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے تو رجعی طلاق والی عورتوں کو طلاق کے بعد خاوند کے گھر سے نکلنے سے منع کیا ہے، تو پھر وہ شادی شدہ عورتیں جنہیں طلاق نہیں ہوئی ان کے بارہ میں کیا حکم ہو گا؟!

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جب تم عورتوں کو طلاق دو ت وانہیں ان کی عدت (کے آغاز) میں طلاق دو، اور عدت شمار کرو، اور اللہ سے ڈرو جو تمہارا پروردگار ہے، تم انہیں ان کے گھر سے نکالو، اور نہ ہی وہ خود نکلیں الا یہ کہ وہ واضح اور کھلی بے حیائی کریں، یہ اللہ کی حدود ہیں جو اللہ کی حدود سے تجاوز کریگا اس نے اپنے آپ پر ظلم کیا آپ نہیں جانتے کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالی کوئی معاملہ پیدا کر دے الطلاق (1).

۔ ان سب مخالفات میں سب سے قبیح اور شرعی مخالفت یہ ہے کہ: آپ نے اس گنہگار مجرم سے تعلقات قائم کرنا ہے جس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ آپ کا دنیاوی مشکلات میں خیرخواہ ہے اور اس سے چھٹکارا دلانے والا ہے، اور اس نے ایك حکیم و دانا اور ناصح کا لباس اوڑھا اور ایك امانت دار بن کر ظاہر ہوا حالانکہ اس کا اندر ایك خطرناك بھیڑیے اور چالاك لومڑی کا ہے!!

وہ مجرم شخص اس پر کیسے راضی ہوا کہ وہ آپ کو مل کر آپ سے بات چیت کرے اور آپ کے ساتھ بیٹھ خوش گپی کرتا پھرے، بلکہ اس نے تو پوری ڈھٹائی کے ساتھ خسیس حرکت کرتے ہوئے آپ کو شادی کی بھی پیشکش کر

دی حالانکہ آپ کسی دوسرے خاوند کی نکاح میں تھیں!

اور تعجب والی بات تو یہ ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کا پہلا خاوند بھی اچھا روپ دھارے ہوئے تھا، اور آپ نے جب اس سے شادی پر رضامندی ظاہر کی تو آپ اندھی تھیں تو کیا آپ کے خیال میں اب آپ صاحب بصیرت بن چکی ہیں ؟!

نہیں اللہ کی قسم آپ بالکل ایسی نہیں، بلکہ آپ کا اپنے پہلے خاوند کے ساتھ اندھا ہونا اس وقت آپ کے عمل سے بہت ہی آسان اور کم تر ہے، کیونکہ جب آپ کا اس سے تعلق تھا تو آپ شادی شدہ نہیں تھیں، لیکن اب تو آپ شادی شدہ ہیں اور اس کے باوجود اس مجرم شخص کے ساتھ حرام تعلقات بنا رہی ہیں.

جس شخص نے اسی پر بس نہیں کیا کہ وہ آپ اور آپ کے خاوند کے مابین اور دشمنی پیدا کرے، اور آپ کو آپ کے خاوند کے متعلق اور دل سخت کرنے کا کہے، اور آپ کو اپنے خاوند کے گھر واپس نہ پلٹنے کی تلقین کی، بلکہ اس پر ہی بس نہیں کی اور آپ کو شادی کی پیشکش کر ڈالی حالانکہ آپ اپنے خاوند کے نکاح میں تھیں.

آپ نے جو کچھ بھی کیا بلاشك و شبہ وہ حرام ہے، اور بہت ہی قبیح و شنیع جرم ہے حتی کہ غیر مسلمین کے ہاں بھی یہ جرم شمار ہوتا ہے، اور کوئی بھی خاوند یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کی بیوی اس طرح کی حالت میں ہو.

اور پھر کسی عقلمند کے لیے ممکن ہی نہیں - چہ جائیکہ وہ مسلمان شخص جو شرعی احکام کو جانتا ہو - کہ وہ اس مجرم سے آپ کی شادی پر موافق ہو جس کا برا اخلاق شادی سے قبل ہی واضح ہو چکا ہے!

اور یہ چیز تو آپ کے لیے اس کے ساتھ ایك اور خطرناك اور کڑوا تجربہ کا باعث بنےگا!

کیا آپ یہ خیال کرتی ہیں کہ وہ آپ کی اپنے خاوند کے ساتھ خیانت کو بھول جائیگا؟

اور کیا آپ یہ خیال رکھتی ہیں کہ وہ آپ پر بھروسہ کریگا کہ آپ اس کے ساتھ ایسا نہیں کرینگی؟!

آپ اس مجرم شخص کے ساتھ تعلقات ختم کرنے میں بالکل تردد مت کریں، کیونکہ ایك طرف تو یہ تعلقات حرام ہیں، اور دوسری طرف یہ امانتدار خاوند بھی ثابت نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس سے اس طرح کے قبیح اور حرام افعال سرزد ہو رہے ہیں.

نیك و صالح خاوند کی صفات کا مطالعہ کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (5202) اور (6942) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

سوم:

ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی ندامت، اور آپ کا اپنا محاسبہ کرنا ہی خیر اور حق کی طرف رجوع کی دلیل ہے، اور آپ کے نفس لوامہ کی زندگی کی دلیل ہے جو آپ کو قبیح کام پر ملامت کر رہا ہے، اور اطاعت و فرمانبرداری میں کوتاہی پر ملامت کر رہا ہے.

آپ شیطان کے پیچھے چلنے سے بچ کر رہیں کیونکہ وہ آپ کو تباہی کے دھانے تك پہنچا کر چھوڑےگا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو تم شیطان کی پیروی مت کرو، اور جو کوئی بھی شیطان کے قدموں کی پیروی کرے تو وہ تو بے حیائی اور برے کاموں کا ہی حکم کرےگا، اور اگر اللہ تعالی کا فضل و کرم تم پر نہ ہوتا تو تم میں سے کوئی بھی کبھی بھی پاك صاف نہ ہوتا النور (21).

ندامت و توبہ کی فرصت حاصل ہونے پر اس میں کوتاہی سے کام مت لیں، ایسا دن آنے سے قبل توبہ کر لیں جس دن نہ تو انسان کے کوئی دینار کام آئیگا اور نہ ہی درہم، اور نہ ہی کوئی دوست اور نہ ہی سفارشی، اس سے قبل توبہ کرلیں جس دن انگلیوں کو ندامت کے ساتھ کاٹا جائیگا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور اس دن ظالم شخص اپنے ہاتھوں کو چبا چبا کر کہےگا ہائے کاش میں نے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی راہ اختیار کر لی ہوتی، ہائے افسوس کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا، اس نے تو میرے پاس نصیحت آنے کے بعد مجھے گمراہ کر دیا، اور شیطان تو انسان کو (وقت پر) دھوکہ دینے والا ہے الفرقان (27 ـ 29).

اپنے آپ کو گناہوں نے پاك کرنے کے لیے اور اپنے دین اور ایمان و عفت و عصمت کی حفاظت کرنے کے لیے آپ درج ذیل امور کی حرص رکھیں:

1 ـ خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پنجگانہ کی بروقت ادائیگی.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" مجھے یہ بتاؤ کہ اگر کسی شخص کے دروازے کے سامنے نہر ہو اور وہ اس نہر میں روزانہ پانچ بار غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی رہےگی؟

صحابہ کرام نے عرض کیا: اس کے جسم پر کوئی میل کچیل نہیں رہےگی.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تو نمازوں کی یہی مثال ہے اللہ سبحانہ و تعالی ان نمازوں سے گناہوں کو مٹاتا ہے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (505) صحیح مسلم حدیث نمبر (667).

2 ۔ آپ نیک و صالح عورتوں کی رفاقت و دوستی اختیار کریں جو اللہ سبحانہ و تعالی کی اطاعت کرنے والی ہوں.

ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" نیک و صالح اور برے دوست کی مثال خوشبو والے اور لوہار کی بھٹی کی طرح ہے، خوشبو والے سے یا تو آپ خوشبو خرید لیں گے، یا پھر اس سے خوشبو پائیں گے، اور لوہار کی بھٹی آپ یا تو آپ کے کپڑے جل جائیں گے، یا پھر آپ اس سے گندی بو اور دھواں پائیں گے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1995) صحیح مسلم حدیث نمبر (2628).

امام نووی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس حدیث میں صالحین اور اہل خیر و بھلائی اور صاحب مروت اور مکارم اخلاق، اور اہل ورع و تقوی اور علم و ادب کی مجالس میں بیٹھنے کی فضیلت ، اور شر و برائی اور اہل بدعت اور لوگوں کی غیبت کرنے والوں کی مجلس، یا پھر زیادہ فسق و فجور کرنے والوں کی مجلس میں بیٹھنے کی ممانعت کی گئی ہے اور یہ مذموم انواع میں سے ہے.

دیکھیں: شرح المسلم (16 / 178).

3 ۔ گانا بجانا اور موسیقی نہ سننا.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو لغو باتوں کو مول لیتے ہیں کہ بے علمی کے ساتھ لوگوں کو اللہ کی راہ سے بہکائیں اور اسے ہنسی بنائیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسول کرنے والا عذاب ہے

اور جب اس کے سامنے ہماری آیتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو تکبر کرتا ہوا اس سے منہ پھیر لیتا ہے گویا اس نے سنا ہی نہیں گویا کہ اس کے دونوں کانوں میں ڈاٹ لگے ہوئے، آپ اسے المناک عذاب کی خبر سنا دیجئے لقمان (6 ۔ 7).

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں:

گانے بجانے والے اور موسیقی سننے والوں اور قرآن مجید کو چھوڑ کر موسیقی اور گانے میں مشغول ہونے کے حساب سے مذمت حاصل ہوگی چاہے وہ پوری اور ساری مذمت نہ بھی حاصل کریں انہیں کچھ نہ کچھ ضرور حاصل ہوگی...

اس کی وضاحت اس طرح ہوتی ہے کہ: آپ دیکھیں کے جو بھی گانے اور موسیقی میں مشغول ہوتا ہے اسے آپ علم و عمل کی راہ سے ہٹا اور گمراہ پائیں گے، اور اس میں قرآن مجید سے ہٹ کر گانا بجانا اور موسقی سننے کی رغبت ہے.

کہ اگر اس پر گانا بجانا اور قرآن مجید سننا پیش کیا جائے تو وہ قرآن مجید کو چھوڑ کر گانا بجانا سننا شروع کریگا، اور قرآن مجید سننا اس کے لیے بھاری ہوتا ہے، اور بعض اوقات تو ہو سکتا ہے کہ قاری کو ہی خاموش کرا دے اور اس کی قرآت لمبی کرے اور گانا بجانا زیاد کر دے، اور اس کی باری کم ہو "

دیکھیں: اغاثۃ اللھفان (1 / 240 - 241).

آخری بات یہ ہے کہ:

شیخ صالح الفوزان حفظہ اللہ کہتے ہیں:

مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے، اور اللہ سبحانہ و تعالی کے حکم کے سامنے سرتسلیم خم کرنے میں جلدی کرے، اور اپنے آپ کو اللہ سبحانہ و تعالی کے عذاب اور اس کی ناراضگی و غضب سے بچانے میں آگے بڑھے.

اس کے لیے جائز نہیں کہ وہ معصیت و نافرمانی میں مشغول رہے، یا پھر نفس اور شیطانی کی پیروی کرتے ہوئے توبہ میں تاخیر کرے، اور توبہ کرنے میں اسے لوگوں کی لعنت و ملامت نہیں دیکھنی چاہیے کہ لوگ اس کو ملامت کرینگے.

بلکہ اس پر واجب ہے کہ وہ اللہ کا ڈر و خشیت اختیار کرے نہ کہ لوگوں سے ڈرتا پھرے، چاہے لوگ معاصی و نافرمانی کرتے ہوں، اس کے لیے ان کی پیروی و اقتدا کرنا جائز نہیں، بلکہ اس کو چاہیے کہ وہ توبہ و استغفار کرے؛ کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اے ایمان والو اپنے آپ اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے محفوظ کر لے جس ایندھن لوگ اور پتھر ہیں التحریم (6).

اور اللہ سبحانہ و تعالی کی ناراضگی کے معاملہ میں ان سے ڈھیل مت کرے.

دیکھیں: المنتقى من فتاوى الفوزان (2 / 293).

واللہ اعلم .